

خطاب: مولانا عبدالقیوم حقانی*

گوشہ فاروقی صاحب:

الحاج شفیق الدین فاروقی کا سانحہ ارتحال

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے متعلم ماہنامہ الحق کے رفیق، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کے داماد مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق سمیع حقانی کے بہنوئی الحاج شفیق الدین فاروقی طویل علالت کے بعد ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ..... اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تدفین کے موقع پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے حکم پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مقبرہ حقانیہ میں حاضرین سے مولانا عبدالقیوم حقانی کا خطاب: جو ادا رتی کالم میں بطور تعزیتی شذرہ کے شریک اشاعت ہے۔

(مرتب: حبیب اللہ حقانی)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

بزرگان محترم اور سامعین مکرم! سیدی و سندی و استاذی المکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم کا حکم ہے کہ اس موقع پر میں دینی حوالے سے کچھ معروضات عرض کروں۔

الحاج شفیق الدین فاروقی بارگاہ رب میں ہیں۔ ماہ مبارک کی ستائیسویں (۲۷) شب ہے۔ لیلۃ القدر کی مبارک رات ہے۔ جنازہ میں علماء مشائخ، محدثین، مدرسین، طلباء، حفاظ، قراء صالحین اور علامۃ المسلمین نے شرکت فرمائی۔ جو ان کی بخشش، مغفرت اور بارگاہ رب میں وسیلۃ نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں خود مرحوم کے لئے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق ماہنامہ الحق اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے نسبت، تعلق خاطر، خدمت اور وابستگی ایک عظیم وسیلۃ مغفرت ہے۔ شفیق مرحوم نے جوانی میں بارگاہ رب میں اخلاص و للہیت کے ساتھ خود کو علماء کی خدمت کے لئے پیش کر دیا، اور وقف ہو گئے۔

جوانی کے جذبات، انگلیں، ولولے، پھر سرکاری ملازمت، بھرپور وسائل، علاوہ ازیں اپنے خاندان اور

* مہتمم جامعہ ابو ہریرۃ خالق آباد نوشہرہ

برادری کی دنیوی عظمتیں، شان و شوکت اور جاہ و جلال، دنیا داری اور دولت کی چمک دمک جیسے پرکشش رونقیں چھوڑ کر مرحوم نے خود کو علماء کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ بلکہ علم اور علماء کے بحر خدمات میں ڈوب گئے۔۔۔۔۔

شناوران محبت تو سینکڑوں ہیں مگر
جو ڈوب جائے وہ پکا ہے آشنائی کا

انہیں جوانی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت اور رفاقت کے مواقع میسر ہوئے۔ ان کی دعائیں ملیں۔ ان کی توجہات کے منظور نظر ٹھہرے۔ اور یہ ان کی خدمات، خلوص، محبت اور ایثار و قربانی کا ثمرہ تھا کہ وہ حقانی خاندان کے فروغ و فہم بن گئے۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ شفیق بھائی کا تعلق و محبت صرف خدمات، محض رشتہ داری اور خاندانی وضع داریاں نبھانے تک محدود نہ تھا بلکہ آزمائش، امتحانات، ابتلاء آت اور ہمہ جہتی صبر آزمایا صعب ترین مراحل سے انہیں گزار کر تکوینی طور پر کند بنادیا گیا۔

انہیں ماہنامہ الحقؒ کی خدمت کا موقع ملا، انہیں سیاست میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحقؒ کے ساتھ ایک مخلص کارکن اور وفادار و جان نثار سپاہی کا کردار ملا۔ انہیں سفر و حضر اور ملک و بیرون ملک کے طویل ترین اسفار میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کے ساتھ خوب رفاقت و خدمت کے مواقع ملے۔ انہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تعمیری اور انتظامی امور میں بھرپور مخلصانہ کام کے وسیع میدان ملے اور میں سمجھتا ہوں کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی ارکان کی طرح شفیق مرحوم بھی گویا ”بنیاد کے پتھر“ ہیں جو بظاہر کے نظر نہیں آتا مگر ساری عمارت کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ جس کی قدر معمار جانتا ہے یا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس عمارت میں ”بنیاد کے پتھر“ کی کیا حیثیت ہے۔

علماء، صلحاء، اہل اللہ کی صحبت، خدمت، ان کے مجالس اور دعاؤں کے اثرات اور ثمرات ہوتے ہیں جو ان کے ہم نشینوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ آج جو شفیق بھائی کو اتنا بڑا جنازہ ملا، علماء، صلحاء، شیوخ اور اساتذہ علم، طلبہ اور صالحین کا جنازہ میں اثر دام تھا اور سامنے دارالحفظ اور مشرقی جانب دارالحدیث اور مغربی جانب ترکستان کے طلبہ کی تلاوت، مطالعہ حدیث اور تدریس علم کی فضائیں اور حقانی قبرستان کی ہوائیں اور جنت کا ماحول ملا۔ یہ سب حقانی اولیاء کی برکتیں ہیں۔

شفیق بھائی کو اللہ پاک نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ اخلاق، تواضع، نماز کی پابندی، جماعت کا اہتمام، فقراء اور مساکین کی خدمت اور سرپرستی کے ساتھ ان کا سب سے بڑا وصف فروتنی، عاجزی، انکساری اور فنائیت تھا۔ موصوف نے خود کو منادیا تھا۔ اس کی مثال عرض کئے دیتا ہوں:

”احقر جامعہ دارالعلوم تھانیہ میں شفیق صاحب کے دفتر کے متصل اپنے دفتر میں مصروف کار تھا۔ میرا دفتر ہی میرا دارالتصنیف تھا جو موثر المصنفین کا ایک حصہ ہے۔ احقر دفتر سے نکلا اور کونے میں واقع باتھ روم چلا گیا، دیکھا تو کموڈ بند تھا، سارا کموڈ گندگی سے بھرا ہوا تھا۔ احقر فوراً باہر آ گیا اور ظاہر ہے کہ چہرے پر ناگواری کے آثار بھی آئے ہوں گے۔ سامنے سے شفیق بھائی آرہے تھے۔ انہوں نے میرے تیور پڑھ لئے۔ میں تو اپنے دفتر چلا گیا اور وہ سیدھے باتھ روم گئے۔ دیکھا تو گندگی سے بھرا ہوا تھا۔ تیزی سے واپس لوٹے اور چند لمحوں بعد کموڈ کھولنے والا پمپ ساتھ لائے۔ انہوں نے بڑا خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا اور اپنی وضع قطع کا لحاظ کئے بغیر باتھ روم میں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ آٹھ دس منٹ بعد باہر نکلے تو ان کا لباس آلودہ تھا۔ پمپ سے چھنٹیں اڑی ہوں گی۔ ان کا پورا جسم گندگی سے شرابور تھا مگر بایں ہمہ ان کے چہرے پر پریشانی بلکہ ناگواری تک کے آثار نہ تھے۔ مجھے بڑی خندہ چینی سے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”تھانی صاحب! آپ تشریف لے جائیں صفائی ہوگئی ہے۔“

میں نے چند لمحوں قبل یہی واقعہ استاذ کرم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہم کو سنایا تو حضرت نے ارشاد فرمایا: ”شفیق بھائی نے حضرت مدنی کی سنت زندہ کر دی، اور ان کی یاد تازہ کر دی۔“ بہر حال تواضع، فنائیت ان کی افتاد طبع تھی۔

احقر نے اپنی ڈائری میں یہ چشم دید واقعہ محفوظ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ ایک بزرگ کا یہ ارشاد بھی نقل کر دیا تھا کہ بظاہر بڑے بڑے پارسا بڑے دیندار بڑے اصحاب جبہ و دستار مگر باطن میں دنیا کے پجاری و پرستار جب مرتے ہیں تو ان کا بڑا جنازہ ہوتا ہے، اور لوگ ان کی مدح و توصیف اور ان کے کمالات کے گن گاتے ہیں مگر جب انہیں قبر میں رکھا جاتا ہے تو ان کی شکل کتے اور خنزیر میں بدل جاتی ہے کہ وہ ”الدنیا حیفة و طلبھا کلاب“ (دنیا ایک مردار حیوان ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک عام سچا اور سچا مسلمان مرتا ہے نہ تو اس کے علم و تقویٰ کے چرچے ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کو جبہ و دستار کی زیبائش حاصل ہوتی ہے اور نہ جنازہ میں اٹھ دھام ہوتا ہے مگر جب اس کو قبر میں رکھا

جاتا ہے تو قبر اس کے لئے جنت کا باغیچہ بن جاتا ہے۔

شفیق بھائی اگرچہ نہ تو محدث تھے، نہ شیخ الغفر، نہ مفتی تھے اور نہ قاضی، نہ امام تھے اور نہ خطیب، نہ مصنف تھے اور نہ مبلغ، نہ کوئی رسمی عالم بلکہ انگریزی پڑھے ہوئے، مگر بایں ہمہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ، انگ انگ اور کروٹ کروٹ ایک عظیم ادارہ اور علماء حق کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ یقیناً ان کی مرقد مبارک ان کے لئے جنت کا باغیچہ بن گئی ہوگی۔

ہاں مجھے مرحوم کے ساتھ پندرہ سولہ سال تک مل کر کام کرنے کے مواقع ملے۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ لالچ، طمع، حرص دنیا کی محبت اور دنیوی رونق چمک کا انہیں کوئی حرص نہیں تھا۔ اور اس کے حصول کے لئے انہوں نے کبھی بھی کوئی ایسا اقدام نہیں اٹھایا جس سے ان کی زر پسندی ظاہر ہوتی ہو۔

وہ چاہتے تو محلات کھڑے کر سکتے تھے، چاہتے تو پلازے بنا سکتے تھے، چاہتے تو بڑی جائیداد بنا سکتے تھے۔ وہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ساتھ رہے جب حضرت ایم این اے تھے۔ کوئی پچیس (۲۵) تیس (۳۰) سال تک شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے پارلیمانی مساعی کے زمانے میں ان کے دست و بازو بن کر کام کرتے رہے۔ دونوں حضرات کی تمام چابیاں ان کے ہاتھ میں تھیں۔ وہ ان کے نام کو استعمال کر کے بھی بہت کام کر سکتے تھے اور بہت کچھ بنا سکتے تھے۔

مگر جس طرح دونوں شیوخ اپنے پارلیمانی دور سے فارغ ہوئے اور فقر و فاقہ مستی پر انہیں ناز تھا، اسی طرح شفیق بھائی کا دامن بھی صاف رہا۔ اور کسی بھی کاروبار، مالی اثاثہ، سرمایہ کے بغیر مقروض جہان فانی سے رخصت ہوئے اور محدود تنخواہ پر اپنی اولاد اور خاندان کی خدمت کرتے رہے، اور اپنے ہاتھوں کی کمائی سے گذر اوقات کرتے رہے۔

گذشتہ سال ایک مرتبہ استاذ مکرم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دولت کدہ پر ان کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو اچانک شفیق بھائی سے ملاقات ہو گئی۔ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا میرے ساتھ چلو۔ وہ مجھے جدید دارالحدیث لے گئے۔ دارالحدیث کی مرمت، رنگ و روغن اور غالباً کارپٹ ڈالنے کا کام کر رہے تھے۔ مجھے مکمل بریفنگ دی اور اپنے تمام کاموں سے آگاہ فرمایا۔

اس کے بعد مجھے اس کمرے میں لے گئے جہاں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ان کے حیات میں

استعمال ہونے والے ان کے تبرکات پڑے تھے۔ شفیق بھائی نے انہیں بڑی حفاظت سے سجا بنا رکھا تھا۔ مجھے خیر و برکت کے لئے اسی چار پائی پر بٹھا دیا جو حضرت شیخ کے استعمال میں تھی۔ بتانا یہ ہے کہ حضرت شیخ کی وفات کے بعد بھی ان کے زیر استعمال یا دیگر چیزوں کو بڑے سلیقے سے رکھے، سجانے اور تبرک حاصل کرنے کی مساعی سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اہل اللہ سے انہیں کس قدر تعلق خاطر اور والہانہ محبت تھی۔

الغرض اپنے کتب خانہ کے کام کے ساتھ ساتھ وہ وقت نکال نکال کر جامعہ حقانیہ کے انتظامی امور میں خدمات بھی بلا معاوضہ انجام دیتے تھے اور اس پر وہ خوش رہتے تھے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو جو دیوبند ثانی کا مقام ملا، لاریب یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی کرامت ان کے لائق و فائق فرزند ان مولانا سمیع الحق اور مولانا انوار الحق کی حسن تدبیر اور حکیمانہ طرز عمل ہے۔ جس نے حقانیہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں اس میں مولانا سمیع الحق کی فراست بھی ایک مؤثر عنصر کے طور پر شریک عمل ہے کہ انہوں نے اپنے عظیم کام عظیم مشن جامعہ کی خدمت کے لئے شفیق مرحوم جیسے مخلص خدام اور وفادار کارکنوں سے اپنی ٹیم کے لئے انتخاب کیا ہے۔ جو روشن دماغ، عالی فکر، دیانت دار اور با کردار ہیں اس لئے کیمیا اثر ہیں۔ شفیق مرحوم جیسے باتدبیر ساتھی مٹی کا ڈھیلا ہاتھ میں لیں تو اسے سونے کی ڈلی بنا دیتے ہیں۔ اور اگر ٹیم کے ساتھی کوڑھ مغز سٹی اور پست ہوں، دیانت دشمن اور نمائش پسند ہوں تو پھر قدرت کا اٹل اصول ہے کہ خدا ایسے لوگوں کے فیصلوں، فکر و عمل اور کردار سے برکت اٹھا لیتا ہے۔ ان کے دن راتوں کی طرح مٹیا لے اور ان کے دل جرموں کی طرح کالے بنا دیتا ہے۔ ان کے دماغ بنجر ان کی آنکھیں بے نور اور ان کے کان سماعت سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو قدرت کے انتقام کا نشانہ بناتے ہیں تو یہ نہیں کہ دن کی روشنی میں کسی کے سر پر ڈنڈا مار دیتے ہیں۔ وہ کرتے یہ ہیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ان کی عقل کی ”مت“ مار دیتے ہیں۔ شفیق بھائی کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کام کے لئے چنا تھا۔ وہ عظیم کام کر گئے۔ وہ ایک عظیم ادارے کے کارکنوں میں ”بنیاد کے پتھر“ کی حیثیت رکھتے تھے۔ جب تک ادارہ قائم ہے اور اللہ کی وسیع دھرتی پر ادارے کے فضلاء کام کر رہے ہیں تب تک بانیین جامعہ کی طرح شفیق مرحوم اور ان جیسے مخلص خدام کے لئے صدقہ جاریہ بھی قائم ہے۔ اور یہ سلاً بعد سلاً قائم رہے گا ان شاء اللہ۔

© rasailojaraid.com